صلوٰۃ التسبیح کی منت کے متعلق چند احکام

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چار رکعت صلوٰۃ التسبیح کی منت مانی تو کیا منت لازم ہوئی؟ اگر لازم ہے تو کیا چار نفل عام روٹین کے مطابق پڑھ لینا بھی کافی ہے یا تسبیحات کے ساتھ مکمل صلوۃ التسبیح کا طریقہ کار اپنانا ضروری ہے؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قوانینِ شریعت کے مطابق نماز وغیرہ عبادات میں وہ زائد اوصاف جو کہ فی نفسہ لازم نہ ہوں اور ان میں مشقت ہو، منت کے الفاظ میں ان کا ذکر کرنے سے وہ بھی لازم ہو جاتے ہیں، البتہ وقت لازم ہونے کے متعلق تفصیل کچھ یوں ہے کہ جس منت میں شرط مذکور ہو، اس میں وقت کی تخصیص لازم ہو جائے گی مثلاً کہا کہ اگر بیمار اچھا ہو جائے تو دس روپے خیرات کروں گا، تو اچھا ہونے سے پہلے ہی خیرات کر دینے سے منّت پوری نہ ہوگی، اچھے ہونے کے بعد پھر کرنا پڑے گا، جبکہ جگہ، روپے اور فقیروں کی تخصیص بہر صورت بیکار ہے چاہے منت میں شرط مذکور ہو یا نہ ہو۔

زائد و غیر لازم اوصاف کے منت میں ذکر کرنے کی بنیاد پر لازم ہونے کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

(1) کسی نے نفل کھڑے ہو کر پڑھنے کی منت مانی، تو کھڑے ہو کر پڑھنا ہی واجب ہے کہ اس میں زیادہ مشقت ہے حالانکہ اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی قید نہ لگائے تو اختیار ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر پڑھے۔

(2) چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کی نذر مانی تو منت تبھی پوری ہوگی جب ایک سلام کے ساتھ ادا کرے ورنہ نہیں ہوگی جبکہ دو سلام کے ساتھ پڑھنے کی نذر مانی تو ایک سلام کے ساتھ پڑھنے سے بھی منت پوری ہو جائے گی۔ وجہ یہی ہے کہ ایک سلام کے ساتھ چار رکعت پڑھنے میں مشقت ہے جبکہ دو سلام کے ساتھ پڑھنے میں تخفیف ہے، لہذا جس میں زیادہ مشقت تھی، اس کی منت ماننے سے وہی لازم ہو گئی۔

(3) لگاتار روزوں کی نذر مانی تو لگاتار رکھنا ہی لازم ہے کہ اس وصف زائد میں مشقت ہے جبکہ لگاتار کی قید نہ لگائے یا الگ الگ روزے رکھنے کی نذر مانے تو اختیار ہے کہ لگاتار رکھے یا الگ الگ۔

(4) پیدل حج کرنے کی منت مانی تو واجب ہے کہ گھر سے طوافِ فرض تک پیدل ہی رہے حتی کہ اگر پورا سفر یا اکثر سواری پر کیا تو دَم لازم ہے اور اگر اکثر پیدل رہا اور کچھ سواری پر تو اُسی حساب سے بکری کی قیمت کا جتنا حصہ اس کے مقابل آئے خیرات کرے۔ یونہی پیدل عمرہ کی منّت مانی تو حلق کروانے تک پیدل رہے۔

مذکور بالا مثالوں سے ابتدا میں عبادات میں وصف زائد کے لازم کے متعلق ذکر کردہ ضابطہ اچھی طرح واضح ہوگیا۔

اس کے مطابق صورتِ مسئولہ کا جائزہ لیں تو یہ واضح ہے کہ صلوۃ التسبیح بنیادی طور پر نفل نماز کی منت ہے جو کہ لازم ہوگی۔ اور نفلوں میں تسبیحات کا اضافہ ایک وصفِ زائد ہے اور اس میں عام نوافل کے مقابلے میں مشقت بھی ہے، لہذا جس طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی نذر، چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کی نذر، لگاتار روزوں کی نذر اور پیدل حج و عمرہ کی نذر لازم ہو جاتی ہے اور ان سب صورتوں میں منت تبھی پوری ہوتی ہے جب منت میں ذکر کی گئی شرط کے مطابق ادائیگی ہو۔ اسی طرح صورتِ مسئولہ میں بھی منت تبھی پوری ہوگی جب صلوہ التسبیح کے پورے طریقہ کار کے مطابق چار رکعت ادا کی جائیں گی ورنہ منت پوری نہیں ہوگی۔

<u>جزئیات پیش خدمت ہیں:</u>

مبسوط سرخسی و محیط برہانی و بدائع میں ہے:

واللفظ للاول "ومن نذر أن يصلي ركعتين قائما لم يجزه أن يقعد فيهما۔۔۔فهو التزام بالتسمية، وقد نص فيه على صفة القيام۔"

جس نے دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنے کی نذر مانی تو اس کے لیے ان دو رکعتوں کو بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہیں ہے۔۔۔ یہ ذکر کر کے خود اپنے اوپر لازم کرنا ہے اور اس میں صفتِ قیام صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ (مبسوط سرخسی، ج 1، ص 208، مطبوعہ: بیروت)

بنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

"قال فخر الإسلام البزدوي في "شرح الجامع الصغير" وإذا نذر أن يصلي مطلقا لم يلزمه القيام، ثم قال: هذا هو الصحيح من الجواب۔۔۔ **قال فخر الإسلام: لم يلزمه القيام لأنه في النفل وصف زائد فلا يلزم إلا بالشرط** وقال بعضهم: يلزمه قائما۔۔"

علامہ فخر الاسلام بزدوی علیہ الرحمہ شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں: جب کسی نے مطلق نماز کی نذر مانی تو اسے قیام لازم نہیں، پھر فرمایا یہی صحیح جواب ہے۔۔ **فخر الاسلام علیہ الرحمہ نے فرمایا: قیام لازم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قیام، نفل میں ایک وصف زائد ہے تو شرط کے بغیر لازم نہیں ہوگا** اور بعض نے فرمایا: قیام لازم ہوگا۔ (بنایہ شرح ہدایہ، ج 2، ص 543، مطبوعہ: بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی منت مانی تو کھڑے ہو کر پڑھنا واجب ہے اور مطلق نماز کی منت ہے تو اختیار رہے۔" (بہار شریعت، ج 1، ص 674، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

درر الحکام میں ہے:

"لو نذر أن يصلي أربعا بتسليمة فصلى أربعا بتسليمتين لا يخرج عن النذر وبالعكس يخرج، كذا في الكافي۔"

اگر چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کی نذر مانی تو چار رکعتیں دو سلام کے ساتھ پڑھنے سے منت سے باہر نہیں ہوگا جبکہ اس کے بر عکس باہر ہو جائے گا، ایسا ہی کافی میں ہے۔ (درر الحکام، ج 1، ص 115، مطبوعہ: دار احیاء الکتب العربیہ)

تبیین الحقائق میں ہے:

الأفضل في الليل والنهار أربع أربع وهذا عند أبي حنيفة۔۔ ولأبي حنيفة۔۔۔ ما روي عن عائشة - رضي الله عنها - أنها قالت إنه - عليه الصلاة والسلام - «كان يصلي الضحى أربع ركعات ولا يفصل بينهن بسلام»۔۔؛ ولأنه **أدوم تحريمة فيكون أكثر مشقة وأزيد فضيلة ولهذا لو نذر أن يصلي أربعا بتسليمة لا يخرج عنه بتسليمتين وعلى العكس يخرج۔۔۔**

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک دن اور رات میں چار چار رکعت پڑھنا افضل ہے۔ آپ علیہ الرحمہ کی دلیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی چار رکعت پڑھتے اور ان میں سلام کے ساتھ فاصلہ نہ کرتے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ چار رکعت ایک ساتھ پڑھنے میں تحریمہ کا زیادہ دیر باقی رہنا ہے **جو کہ زیادہ مشقت و فضیلت کا باعث ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کی نذر مان لے تو چار رکعتیں دو سلام کے ساتھ پڑھنے سے منت سے باہر نہیں ہوگا جبکہ اس کے بر عکس باہر ہو جائے گا۔** (تبیین الحقائق، ج 1، ص 176، مطبوعہ: قاہرہ)

بدائع الصنائع میں ہے:

"ألا ترى أنه لو نذر أن يصلي أربعا بتسليمة فصلى بتسليمتين لا يخرج عن العهدة كذا ذكر محمد في الزيادات كما في صفة التتابع في باب الصوم، **ثم الصوم متتابعا أفضل فكذا الصلاة، والمعنى فيه ما ذكرنا أنه أشق على البدن** فكان أفضل۔

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اگر کسی نے چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کی نذر مانی تو چار رکعتیں دو سلام کے ساتھ پڑھنے سے بری الذمہ نہیں ہوگا، ایسا ہی امام محمد علیہ الرحمہ نے زیادات میں ذکر فرمایا ہے جیسا کہ روزے کے باب میں لگاتار کی صفت کے متعلق حکم ہے **پھر روزے لگاتار افضل ہیں تو نماز کا بھی یہی حکم ہے اور اس میں معنی وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا کہ یہ بدن پر مشقت والا ہے تو افضل ہے۔** (بدائع الصنائع، ج 1، ص 295، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ)

شرح مختصر الطحاوی للجصاص میں ہے:

"وقد روى عن أبي يوسف: في رجل نذر أن يصلي أربع ركعات بتسليمة، أنه لا يكون له أن يفعلها بتسليمتين، ولو نذر أن يفعلها بتسليمتين: جاز له فعلها بتسليمة، كرجل قال: لله علي صوم شهر متتابع، أنه لا يكون له التفريق. فلو قال: علي صوم شهر متفرق: جاز له أن يتابع، فدل على أن المتابعة بين ركعات الصلاة قربة، فله فعلها ما لم تقم الدلالة على تركه۔"

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے روایت ہے اس شخص کے بارے میں جس نے چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کی نذر مانی تو وہ دو سلام کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا اور اگر دو سلام کے ساتھ پڑھنے کی نذر مانی تو ایک سلام کے ساتھ پڑھنا جائز ہے جیسا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ مجھ پر اللہ کریم کے لیے ایک ماہ کے لگاتار روزے لازم ہیں تو اسے الگ الگ کرنے کا اختیار نہیں لیکن اگر یہ کہا کہ مجھ پر ایک ماہ کے الگ الگ روزے لازم ہیں تو لگاتار رکھنا بھی جائز ہے، اس سے اس بات پر دلالت ہوتی ہے کہ نماز کی رکعات میں تسلسل بھی قربت ہے تو یہی کرنا ہوگا جب تک اس کے ترک پر دلالت قائم نہ ہو۔

(شرح مختصر الطحاوی للجصاص، ج 2، ص 139، مطبوعہ: دار البشائر الاسلامیہ)

(نذر) المكلف (حجا ماشيا مشى) من منزله وجوبا في الأصح (حتى يطوف الفرض) لانتهاء الأركان، ولو ركب في كله أو أكثره لزمه دم، وفي أقله بحسابه۔

مکلف نے پیدل حج کرنے کی منّت مانی تو اصح قول کے مطابق واجب ہے کہ گھر سے طوافِ فرض تک پیدل ہی رہے کہ طواف فرض پر ارکان کی انتہا ہوجاتی ہے اور اگر پورا سفر یا اکثر سواری پر کیا تو دَم دے اور اس سے کم میں اس کے حساب سے۔ (تنویر الابصار و در مختار مع رد المحتار، ج 2، ص 619، مطبوعہ بیروت)

رد المحتار میں ہے:

"(قوله حتى يطوف الفرض) وفي النذر بالعمرة حتى يحلق-لباب-----(قوله وفي أقله بحسابه) أي يلزمه التصدق بقدره من قيمة الشاة الوسط بحر-

متن کا قول (یہاں تک کہ طواف فرض کرلے) اور عمرہ کی منت مانی تو حلق کروانے تک پیدل رہے، لباب۔ شرح کا قول (اس سے کم میں اس کے حساب سے) یعنی درمیانی بکری کی قیمت کا جتنا حصہ، اس کی مقدار ہو، وہ صدقہ کرے۔ (رد المحتار، ج2، ص619، مطبوعہ: بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "پیدل حج کرنے کی منت مانی تو واجب ہے کہ گھر سے طوافِ فرض تک پیدل ہی رہے اور پورا سفر یا اکثر سواری پر کیا تو دَم دے اور اگر اکثر پیدل رہا اور کچھ سواری پر تو اُسی حساب سے بکری کی قیمت کا جتنا حصہ اس کے مقابل آئے خیرات کرے۔ پیدل عمرہ کی منت مانی تو سر مونڈانے تک پیدل رہے۔ (بہار شریعت، ج1، ص1255، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

بہار شریعت میں ہے: "یہ منت مانی کہ جمعہ کے دن اتنے روپے فلاں فقیر کو خیرات دوں گا اور جمعرات ہی کو خیرات کردیے یا اوس کے سوا کسی دوسرے فقیر کو دیدیے منت پوری ہوگئی یعنی خاص اوسی فقیر کو دینا ضرور نہیں نہ جمعہ کے دن دینا ضرور۔ یوہیں اگر مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ کے فقرا پر خیرات کرنے کی منت مانی تو وہیں کے فقرا کو دینا ضروری نہیں بلکہ یہاں خیرات کردینے سے بھی منت پوری ہوجائیگی۔ یوہیں اگر منت میں کہا کہ یہ روپے فقیروں پر خیرات کروں گا تو خاص اونھیں روپوں کا خیرات کرنا ضرور نہیں اوتنے ہی دوسرے روپے دیدیئے منت پوری ہوگئی۔۔۔۔جمعہ کے دن نماز پڑھنے کی منت مانی اور جمعرات کو پڑھ لی منت پوری ہوگئی یعنی جس منت میں شرط نہ ہو اوس میں وقت کی تعیین کا اعتبار نہیں یعنی جو وقت مقرر کیا ہے اس سے پہلے بھی ادا کرسکتا ہے اور جس میں شرط ہے اوس میں ضرور ہے کہ شرط پائی جائے بغیر شرط پائی جانے کے ادا کیا تو منت پوری نہ ہوئی، شرط پائی جانے پر پھر کرنا پڑیگا مثلاً کہا اگر بیمار اچھا ہوجائے تو دس روپے خیرات کرونگا اور اچھا ہونے سے پہلے ہی خیرات کردیے تو منت پوری نہ ہوئی، اچھے ہونے کے بعد پھر کرنا پڑے گا۔ باقی جگہ اور روپے اور فقیروں کی تخصیص دونوں میں بیکار ہے خواہ شرط ہو یا نہ ہو۔ (بہار شریعت، ج02، ص316، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

اشکال:

اگر صلوٰۃ التسبیح کی نماز پڑھتے ہوئے توڑدی تو واجب الاداء دو نفل صلوٰۃ التسبیح کی طرح تسبیحات کے ساتھ پڑھنے ہوں گے یا عام نفلوں کی طرح بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اگر تو صلوٰۃ التسبیح کی طرح ہی پڑھنے ہوں گے تو پھر تو حکمِ قضا اور حکمِ نذر ایک ہی

ہوئے لیکن اس پر جزئیہ چاہیے اور اگر عام نفلوں کی طرح پڑھ کر بھی واجب الاداء ادا ہو جائے گی تو اگر توڑنے سے وہی ہیئت لازم نہ ہوئی تو منت ماننے سے وہ ہیئت لازم کیوں ہوگی ؟ نیز اگر صلوۃ التسبیح شروع کرنے کے بعد اسے تسبیحات کے بغیر عام نوافل کی طرح پڑھا تو کیا ترکِ واجب ہوا؟ بظاہر نہیں تو اگر صلوۃ التسبیح شروع کر کے بھی اس کی مشقت کا التزام لازم نہ ہوا تو منت سے کیوں کر ہوگا ؟

جواب :

مذکورہ بالا اشکال کا جواب یہ ہے کہ صلوۃ التسبیح توڑنے کی صورت میں اعادہ کس طرح کریں گے ؟ اس پر کوئی صریح جزئیہ تو نہیں ملا لیکن فقہائے کرام جو فرماتے ہیں کہ "چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور شفع اول یا ثانی میں توڑ دی تو دو رکعت قضا واجب ہوگی اور ایسی صورت میں نفل کی دو رکعت میں وہی قراءت ، ذکر اور فعل لازم ہے جو فرض کی صورت میں لازم ہوتا ہے"، اس سے استدلالاً یہی ثابت ہوتا ہے کہ صلوۃ التسبیح بھی چونکہ نفل ہے لہذا اگر توڑ دی تو عام نفلوں کی طرح ہی اس کا اعادہ لازم ہے۔

مگر اس حکم سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ صلوۃ التسبیح کی منت ماننے کی صورت میں بھی عام نفلوں کی طرح ہی اس کی ادائیگی لازم ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ اگرچہ عبادت شروع کرنا اور نذر ماننا دونوں التزام کی صورتیں ہیں، لیکن دونوں التزاموں کے احکام میں فقہائے کرام نے کئی مقامات پر فرق بیان فرمایا ہے۔ اس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں :

(1) اگر کسی نے نفل کھڑے ہو کر شروع کر دیے، اب بیٹھنا چاہتا ہے تو اسے بیٹھنے کی اجازت ہے اگرچہ قیام افضل ہے لیکن اگر کسی نے کھڑے ہو کر نفل پڑھنے کی نذر مان لی تو اب بیٹھ نہیں سکتا، ورنہ نذر پوری نہیں ہوگی۔

(2) اگر کسی شخص نے نذر مانے بغیر لگاتار روزے رکھنے شروع کر دیے، پھر بیمار ہو گیا اور نہ رکھ سکا تو نئے سرے سے سارے روزے رکھنا لازم نہیں ہے لیکن اگر لگاتار روزے رکھنے کی نذر مانی اور کچھ رکھنے کے بعد درمیان میں ناغہ کر دیا تو نئے سرے سے روزے رکھنے لازم ہوں گے۔

(3) پیدل حج کرنے کی نذر مانی تو پیدل کرنا ہی لازم ہے لیکن پیدل حج کرنے کی نذر مانے بغیر حج کے لیے پیدل چلنا شروع کر دیا تو اس سے پیدل ہی حج کرنا لازم نہیں ہو گیا بلکہ سوار ہو سکتا ہے۔

(4) کسی نے مکروہ وقت میں نوافل شروع کردیے اور قصداً فاسد کردیے توان کی قضا لازم ہے۔ اب اگر وہ قضا بھی مکروہ وقت میں کرلے تو قضا ادا ہو جائے گی اگرچہ مکروہ وقت میں ادا کرنے سے گناہ ہوگا لیکن نذر کے نوافل کو مکروہ وقت میں ادا نہیں کرسکتا، ورنہ نذر سے بری الذمہ نہیں ہوگا۔

جزئیات بالترتیب پیش خدمت ہیں:

درمختار کے قول "لزم نفل شرع فیہ (نفل جو شروع کرچکا ہو ان کو مکمل کرنا لازم ہے۔) کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں:

"حتی اذا افسدہ لزم قضاؤہ ای قضاء رکعتین وان نوی اکثر"

ترجمہ: یہاں تک کہ اگر اس نے اس نفل نماز کو فاسد کردیا تو دو رکعتوں کی قضا اس پر لازم ہوگی اگر دو سے زائد رکعتوں کی نیت کی ہو۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، ج 2، ص 574، مطبوعہ کوئٹہ)

نفل فاسد کردیے تو اسے کس طرح پڑھیں گے؟ اس کے متعلق محیط برہانی میں ہے:

"ویلزمہ في کل رکعتین من القراءۃ والذکر والفعل مایلزمہ في صلاۃ الفرض"۔

ترجمہ: نفل کی ہر دو رکعت میں وہ قراءت، ذکر اور فعل لازم ہے جو فرض کی صورت میں لازم ہوتا ہے (محیط برہانی، ج 01، ص 445، مطبوعہ: بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور شفع اول یا ثانی میں توڑ دی تو دو رکعت قضا واجب ہوگی۔"
(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 669، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

<u>**نذر اور عبادت شروع کرنے میں فرق ہے۔**</u> چنانچہ محیط برہانی میں ہے

"**والدليل على الفرق بين النذر، والشروع** أيضاأنه لو نذر أن يصلي ركعتين قائمافعجز وصلى قاعدامن عذر لا يجزيه وفي الشروع يجزئه وكذالك لو نذر أن يصوم متتابعا فمرض يلزمه الاستقبال وفي الشروع لا يلزمه الاستقبال،، دل على التفرقة بينهما، إلا أن القيام أفضل۔"

نذر اور شروع کرنے کے درمیان فرق پر دلیل یہ بھی ہے کہ اگر کسی نے کھڑے ہوکر دو رکعت پڑھنے کی نذر مان لی پھر عاجز ہوا اور عذر سے بیٹھ کر ادا کرلی تو کافی نہیں جبکہ (نفل کھڑے ہوکر) شروع کرنے کی صورت میں کافی ہے، اسی طرح اگر کسی شخص نے لگاتار روزے رکھنے کی نذر مانی پھر (کچھ رکھنے کے بعد) بیمار ہوگیا (اور روزہ نہ رکھا) تو نئے سرے سے رکھنے لازم ہوں گے جبکہ (نذر مانے بغیر) لگاتار روزے رکھنے شروع کردیے، تو نئے سرے سے سارے

روزے رکھنا لازم نہیں ہے۔ یہ بات نذر اور شروع کرنے کے درمیان فرق پر دال ہے ہاں قیام افضل ہے۔ (محیط برہانی، ج 1، ص 435، مطبوعہ: مکتبۃ الرشد)

جوہرہ نیرہ میں ہے:

"**والدليل على التفرقة بين الشروع والنذر** أنه لو نذر أن يصوم متتابعا فصام البعض ومرض فأفطر يلزمه الاستئناف وفي الشروع لا يلزمه الاستئناف وكذا إذا نذر أن يحج ماشيا لزمه ماشيا ولو شرع فيه ماشيا لم يلزمه المشي۔"

شروع اور نذر کے درمیان فرق پر دلیل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے لگا تار روزے رکھنے کی نذر مانی پھر کچھ رکھنے کے بعد بیمار ہوگیا اور روزہ نہ رکھا تو نئے سرے سے رکھنے لازم ہوں گے جبکہ (نذر مانے بغیر) لگا تار روزے رکھنے شروع کردیے، تو نئے سرے سے سارے روزے رکھنا لازم نہیں ہے۔ اسی طرح اگر پیدل حج کرنے کی نذر مانی تو پیدل کرنا ہی لازم ہے لیکن (پیدل حج کرنے کی نذر مانے بغیر) حج کے لیے پیدل چلنا شروع کردیا تو اس سے پیدل ہی حج کرنا لازم نہیں ہوگیا۔ (جوہرہ نیرہ، ج 1، ص 72۔73، مطبوعہ: المطبعۃ الخیریۃ)

بسوط سرخسی میں ہے:

"ولو افتتح التطوع حين طلعت الشمس ثم أفسدها متعمدا ثم قضاها حين احمرت الشمس أجزأه إلا على قول زفر - رحمه الله تعالى - فإنه يقول: لما أفسدها فقد لزمه قضاؤها وصار ذلك دينا في ذمته فلا يسقط بالأداء في الوقت المكروه بمنزلة المنذورة التي شرع فيها في وقت مكروه ولكنا نقول: لو أداها حين افتتحها لم يكن عليه شيء آخر فكذلك إذا قضاها في مثل ذلك الوقت لم يلزمه شيء آخر۔"

کسی نے سورج طلوع ہوتے وقت نفل شروع کیے پھر قصداً فاسد کردیے پھر سورج سرخ ہونے کے وقت ان کی قضا کرلی تو کافی ہے سوائے امام زفر علیہ الرحمہ کے قول کے، وہ یہ فرماتے ہیں کہ جب اس نے فاسد کیے تو ان کی قضا لازم ہوئی اور اس کے ذمے دین ہوئی تو مکروہ وقت میں ادائیگی سے ساقط نہیں ہوگی جیسے نذر والی نماز مکروہ وقت میں شروع کردینے کا حکم ہے۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ جب اس سے وہ نفل شروع کیے تھے اگر تبھی ادا کرلیتا تو اس پر کچھ اور لازم نہیں ہونا تھا اسی طرح اگر اس نے اس وقت کے مثل میں قضا کردیا تو کچھ اور لازم نہیں ہوگا۔ (بسوط سرخسی، ج 2، ص 102، مطبوعہ: بیروت)

بدائع الصنائع میں ہے:

"ولو افتتح التطوع وقت طلوع الشمس فقطعها ثم قضاها وقت تغير الشمس أجزأه؛ لأنها وجبت ناقصة وأداها كما وجبت فيجوز كما لو أتمها في ذلك الوقت۔"

کسی نے سورج طلوع ہوتے وقت نفل شروع کیے پھر توڑ دیے پھر سورج کے تغیر کے وقت ان کی قضا کرلی تو کافی ہے کیونکہ یہ نماز ناقص ہونے کی حالت میں واجب ہوئی اور اس نے ایسے ہی ادا کیا جیسے واجب ہوئی تو نماز ہو جائے گی جیسا کہ اگر اسی وقت مکمل کرلیتا۔ (بدائع الصنائع، ج 1، ص 2912، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ)

درر الحکام میں ہے:

"وقال الکمال یخرجه یعنی القضاء فیه عن العهدة وإن کان آثما اھ۔"

علامہ کمال نے فرمایا کہ مکروہ وقت میں قضا سے وہ بری الذمہ تو ہو جائے گا اگرچہ گنا ہگار ہو گا۔ (درر الحکام، ج 1، ص 53، مطبوعہ: دار احیاء الکتب العربیۃ)

مذکورہ بالا گفتگو سے یہ بات واضح ہوگئی کہ عبادت شروع کرنا اور نذر ماننا اگرچہ دونوں سببِ وجوب ہیں لیکن دونوں میں کئی مواقع پر فقہائے کرام نے فرق فرمایا ہے بلکہ مذکورہ بالا جزئیات میں سے بعض میں واضح طور پر "والدلیل علی التفرقة بین الشروع والنذر" وغیرہ الفاظ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صلوۃ التسبیح کی منت کے حکم کو صلوۃ التسبیح شروع کرنے کے حکم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، لہذا اگر کسی نے صلوۃ التسبیح شروع کردی اور بغیر تسبیحات کے مکمل کردی یا صلوۃ التسبیح شروع کر دینے کے بعد توڑ دی تو اگرچہ اس پر صلوۃ التسبیح کی طرح اعادہ لازم نہیں ہے، لیکن صلوۃ التسبیح کی نذر ماننے کی صورت میں صلوۃ التسبیح کا طریقہ کار ہی اپنانا ہو گا جیسا کہ اوپر دی گئی مثالوں سے واضح ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر: GRW-1341

تاریخ اجراء: 17 صفر المظفر 1446ھ/23 اگست 2204ء